عقیدہ لائبریری
www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com
www.sadaislam.com
www.zekr.tv
www.kalemeh.tv
www.ahlehaq.org/hq
www.islamhouse.com
www.eeqaz.com
www.tauheed-sunnat.com
www.islamic-forum.net
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.kitabosunnat.com
www.muhammadilibrary.com
www.islamqa.info/ur
www.quran-o-sunnah.com
www.deeneislam.com
www.nadwatululama.org

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

اور جنھوں نے سبقت کی (ایمان لائے) سب سے پہلے

مہاجرین میں سے اور انصار میں سے

فاتح خیبر ، خلیفۃ المسلمین ، داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خلیفہ چہارم ، امیر المومنین

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مسلمانوں کے خلیفہ چہارم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات وسوانح

پر مشتمل نہایت خوبصورت، جامع مگر مختصر مجموعہ

ابوریحان ضیاالرحمٰن فاروقی شہیدؒ

خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ

خاندان

حضرت علیؓ کا خاندان بنی ہاشم ہے۔قریش مکہ میں اس خاندان کا مقام و مرتبہ نہایت ممتاز تھا۔حرم کعبہ کی خدمت اسی خاندان کے ذمہ تھی۔﴿البدایہ، ج ۲،ص ۲۵۴﴾

بنو ہاشم کا اس سے بھی بڑا اعزاز یہ تھا کہ دنیا کے سب سے بڑے سردار اور مقصود کائنات حضرت محمدﷺ بھی اسی خاندان میں پیدا کیے گئے۔یہ خاندان حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ کی مکہ مکرمہ میں آمد کے بعد سے اسی دیار میں آباد تھا۔قریش کے دیگر خاندانوں میں بنو ہاشم ہی سب سے زیادہ ممتاز اور بزرگی کے حامل تھے۔

والد کا نام ونسب

حضرت علیؓ کے والد کا نام عبد مناف اوران کی کنیت ابو طالب تھی۔سلسلہ نسب یوں ہے:

علی بن ابو طالب (عبد مناف) بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

عزوشرف

حضرت علیؓ کے والد ابو طالب عبد مناف اور حضورﷺ کے والد حضرت عبد اللہ حقیقی بھائی تھے۔ابو طالب عبد مناف،عبد اللہ اور زبیر عبد المطلب کے تینوں بیٹے،فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے بطن سے تھے۔﴿البدایہ، ج ۲،ص ۲۸۲﴾

والدہ

حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جن کی شادی ہاشمی خاندان میں ہوئی اس طرح آپ نجیب الطرفین ہاشمی ٹھہرے۔آپؓ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو حضورﷺ نے ان کے کفن دفن کے انتظامات فرمائے اور اپنی قمیض ان کے کفن میں شامل فرمائی۔قبر تیار ہونے کے بعد پہلے خود قبر میں داخل ہوئے۔﴿اسد الغابہ تحت فاطمہ بنت اسد﴾

برادران اور خواہران

ابو طالب کے چار فرزند تھے۔طالب،عقیل،جعفر اور علی۔نسب قریش میں ہے کہ چاروں بیٹوں کی پیدائش کے دوران دس دس برس کا وقفہ تھا۔عقیل کے ایک بیٹے کا نام یزید تھا جس کی وجہ سے ان کی کنیت ابو یزید تھی۔﴿طبقات ابن سعد، ج ۴،ص ۲۹﴾

طالب غزوہ بدر میں کفار کی جانب سے تھے اور کفر پر موت آئی۔ باقی تینوں بھائی اسلام سے مشرف ہوئے۔ عقیل نے صلح حدیبیہ کے بعد، جعفر نے ابتدائی بیس آدمیوں میں اور حضرت علیؓ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ﴿طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۲۹﴾

بہنیں

حضرت علیؓ کی حقیقی بہنیں دو تھیں۔ ام ہانی فاختہ بنت ابو طالب اور جمانیہ بنت ابو طالب۔

ولادت

حضرت علیؓ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت شعب بنو ہاشم میں ہوئی۔ ﴿الاصابہ ابن حجر، ج ۴، ص ۱۶۴﴾۔ آپ کی ولادت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کعبہ میں آپ کی ولادت کا قول نقل کیا ہے لیکن علماء کی اکثریت نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ولادت کعبہ کے قول کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی یہ کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بھانجے حکیم بن حزام بھی حضرت علیؓ سے کئی سال پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث نے کعبہ کی پیدائش کو عظمت کا حامل قرار نہیں دیا۔ یہ ایک اتفاقی واقعہ ہے کیونکہ خانہ کعبہ عبادت خانہ ہے، ولادت خانہ نہیں۔

سن ولادت

حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کی ولادت کے تیس سال بعد پیدا ہوئے۔

نام

ولادت کے بعد آپ کی والدہ نے آپ کا نام اسد اور ابو طالب نے علی رکھا۔ آپ کے القاب (اسد اللہ، حیدر، المرتضیٰ) ہیں۔ کنیت ابو تراب مشہور ہوئی۔

تربیت

حضرت علیؓ دو سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کے گھر آئے اور یہیں آپ کی تربیت ہوئی۔ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔

ہجرت

آنحضرت ﷺ کی زندگی کا مشکل ترین دور بعثت کے بعد ۱۳ سالہ مکی دور تھا۔ اس دور میں آپ ﷺ پر مصائب کے جھکڑ آئے، مشکلات کی وادی میں آپ ﷺ کو صحابہ کرامؓ سمیت اتارا گیا۔ صحابہ کرامؓ کو جانکسل عواقب اور المناک تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا حکم ہوا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے جس رات مکان سے ہجرت کا آغاز کیا وہ تاریخ اسلام کا انوکھا عنوان ہے۔ شب ہجرت آپ ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلایا، لوگوں کی امانتیں بھی آپؓ کے سپرد کیں اور آپؐ خود حضرت ابوبکرؓ کو ان کے گھر سے ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ تین روز قیام کرنے کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جب حضرت علیؓ مدینہ منورہ پہنچے اس وقت آپ قبا میں مدم بن کلثوم کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ حضرت علیؓ یہیں سے آپ ﷺ کے قافلے میں شریک ہو گئے۔ ﴿البدایہ، ج ۳، ص ۱۷۷﴾

مواخات

جب آنحضرت ﷺ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک خصوصی حکمت عملی کے تحت دو دو آدمیوں میں مواخات قائم کی۔ یہ برادرانہ ربط معاشی اور معاشرتی اتار چڑھاؤ کو ختم کرنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ مہاجرین اور انصار میں یہ ربط جب قائم ہوا تو حضرت علیؓ کی مواخات سہل بن حنیف انصاری کے ساتھ ہوئی۔ ﴿از خطیب بغدادی، ص ۷۰﴾

غزوات میں شرکت

حضرت علیؓ نے مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپؓ نے نہایت جرأت و بسالت اور اعلیٰ شجاعت کے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے جس سے اسلام کی تاریخ روشن ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جنگ احد میں ابتدائی مبارزت میں جن تین افراد کو سب سے پہلے میدان میں اترنے اور بالمقابل موجود کو ناکوں چنے چبوانے کا حکم دیا ان میں حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ کے ساتھ تیسرے حضرت علیؓ تھے۔ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپؓ نے تمام جنگوں بالخصوص احد اور خیبر میں شجاعت و بہادری کے ایسے ایسے جوہر دکھائے جو اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ کی جرأت و بسالت تاریخ اسلام میں درخشندہ آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ﴿البدایہ، ج ۳، ص ۲۷۳﴾

حضرت علیؓ کا حضرت سیدہ فاطمہؓ سے نکاح اور زوجین کی عمر

(از سیرۃ علی المرتضیٰ، مولانا محمد نافع صاحب)

ماہ رجب ۲ ہجری میں حضرت علیؓ کا نکاح سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ آنجناب ﷺ نے کر دیا تھا اور نکاح کا مہر چار صد مثقال مقرر کیا گیا۔

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر اکیس (۲۱) یا چوبیس برس کی تھی اور حضرت فاطمہؓ کی عمر علی الاختلاف اقوال ۱۵، ۱۸ یا ۱۹ سال کے قریب تھی۔ ﴿شرح مواہب المدینہ، ج ۲، ص ۳﴾

مجلس نکاح

انعقاد نکاح کے لئے یہ بابرکت اجتماع بالکل سادہ، تکلفات زمانہ سے مبراء اور رسومات مروجہ سے خالی تھا۔ اس مبارک نکاح کی تقریب میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان ذوالنورینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ شامل تھے اور شاہد نکاح تھے۔ اہل سنت وشیعہ علماء دونوں نے ان بزرگوں کی شمولیت وشہادت نکاح کو درج کیا ہے اور خطبہ نکاح جناب نبی اکرم ﷺ نے پڑھا۔ ﴿ذخائر العقبی الحب الطبری، ص۳۰، باب ذکر تزویج فاطمہؓ﴾

جہیز

طبقات ابن سعد اور مسند احمدؒ کی روایات کی روشنی میں رخصتی سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے موقع پر آپ کو جو جہیز دیا گیا وہ ایک چارپائی، ایک بڑی چادر، چمڑے کا تکیہ (جو کھجور کی چھال یا خوشبودار گھاس اذخر سے بھرا ہوا تھا) ایک مشکیزہ، دو کوزے اور ایک آٹا پیسنے کی چکی پر مشتمل تھا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے خانہ مبارک میں شادی کے موقعہ پر یہ مختصر سامان زاہدانہ معیشیت کے لئے کافی اور مکتفی تھا۔ جہانداری کی زیب و زینت کا کوئی نشان تک نہ تھا اور اہل ثروت کا سامان تعیش مفقود تھا اور متمولین جیسی آرائش معدوم تھی۔ ﴿مسند احمدؒ، ج۱، ص۱۰۴، تحت مسندات علویؓ﴾

حصول مکان اور رخصتی

نبی اقدس ﷺ نے حضرت علیؓ کے سکونتی مکان کے لئے اپنے ایک صحابی حارثہؓ بن نعمان کے مکان کا ذکر فرمایا۔ حارثہؓ پہلے بھی آنجناب ﷺ کی خاطر ایک مکان پیش کر چکے تھے تو اس دفعہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے لئے حارثہؓ بن نعمان سے پھر ایک مکان لینے میں آپ کو تردد ہوا۔ یہ باب جب حارثہؓ تک پہنچی تو حارثہؓ بن نعمان نے خود آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض داشت پیش کی کہ:

''یا رسول اللہ ﷺ! میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے حاضر ہے جو مکان آپ ﷺ مجھ سے حاصل فرمائیں گے وہ میرے لئے اس مکان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو آپ ﷺ میرے لئے چھوڑیں گے۔''

تو آنحضرت ﷺ نے ان کا مکان حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ کے لئے قبول فرمایا اور دعائے خیر کے کلمات کہتے ہوئے فرمایا: بارک اللہ علیک یا فرمایا بارک اللہ فیک۔ اس کے بعد مکان میں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی رخصتی کا انتظام کیا گیا اور مکان کی تیاری کے سلسلہ میں صفائی اور دیگر ضروری انتظامات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت ام سلمہؓ کی معاونت سے مکمل فرمائے۔ مکان کی تیاری کے بعد ذوالحجہ ۲ ہجری میں سردار دوجہاں ﷺ نے اپنی لخت جگر فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے اس مکان کی طرف اپنی خادمہ ام ایمنؓ کی معیت میں پیادہ پا روانہ فرمایا اور اس طرح خاتون جنتؓ کی رخصتی اس سادہ سی تقریب کی صورت میں مکمل ہوئی۔ جس میں مروجہ رسومات کا کائی شائبہ تک نہ تھا اور یہ عمل امت کے لئے تعلیم کا بے مثل نمونہ تھا۔ اس موقعہ کے متعلق حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ فرمایا کرتے تھے:

وما رأینا عرسا احسن من عرس فاطمةؓ

یعنی فاطمہؓ کی شادی سے بہتر اور عمدہ ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔

دعوت ولیمہ

رخصتی کی اس مبارک تقریب کے بعد دعوت ولیمہ کا مختصر سا انتظام کیا گیا جس میں جو کی روٹی، کچھ کھجور اور پنیر سے اپنے احباب کے لئے دعوت طعام ترتیب دی گئی۔ یہ اس بابرکت شادی کا متبرک ولیمہ تھا جس میں نہ تکلف تھا نہ تصنع اور نہ ہی قبائلی تفاخر مدنظر تھا۔ دعوت ولیمہ ایک سنت طریقہ ہے۔ اس سنت کو نمود و نمائش کے بغیر نہایت سادگی سے ادا کیا گیا اور اہل اسلام کے لئے اس میں عملی نمونہ پیش کیا گیا۔ ﴿ تاریخ الخمیس، ج ۱، ص ۴۱۱، تحت بناء علیؓ بہ فاطمہ ﴾

دعائیہ کلمات

جب انتظامی مراحل مکمل ہو گئے اور رخصتی بھی ہو چکی تو آنحضرت ﷺ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر مناسب حال نصائح و ہدایات ارشاد فرمائیں اور زوجینؓ کے لئے یہ دعائیہ کلمات کہے:

اللھم بارک فیھا وبارک علیھما وبارک لھما والنسلھما

اے اللہ! زوجین کے مال و جان میں برکت عطا فرما اور ان کی اولاد کے حق میں بھی برکت فرما۔ ﴿ الاصابہ لابن حجرؒ، ج ۴، ص ۳۶۶، تحت فاطمۃ الزہراءؓ ﴾

(بحوالہ کتاب علی المرتضیٰ، ص ۳۰، از مولانا محمد نافع صاحب)

حضرت علی المرتضیٰؓ ...... خلفاء ثلاثہؓ کے دور میں

عہد صدیقیؓ

نبی اقدس ﷺ کے وصال کے بعد ''صدیقی عہد'' اسلام میں سب سے اعلیٰ دور ہے۔ اس وقت احیائے دین اور بقائے ملت کے استحکام کی شدید ضرورت تھی۔ ان مراحل میں دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ سیدنا علیؓ نے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان میں سے یہاں ہم نے یہ چند ذکر کر دی ہیں۔ مثلاً:

☆ مرکز اسلام ''مدینہ طیبہ'' کی نگرانی اور سیدنا علیؓ کا کردار۔

☆ مقام ذوالقصہ کی طرف خلیفہ اول کا اقدام اور علوی تعاون۔

☆ خلیفہ کے ساتھ علوی روابط۔

☆ تقسیم اموال وغنائم میں حضرت علیؓ کی تولیت۔

☆ اہم دینی مسائل اور دیگر انتظامی امور میں آپؓ سے مشاورت۔

☆ تدوین قرآن کے کارنامے کی تائید وتوثیق۔

☆ اموال غنائم کا حصول اور حضرت علیؓ کا کنیزوں کا قبول کرنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ ،صدیقی دور میں اسلام کے تمام اہم امور میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ رہے اور ان سے پوری طرح متفق رہے اور ان کے کارناموں میں ان کے ساتھ متحد و متعاون رہے۔ حضرت علیؓ کی قولی و فعلی زندگی عہد صدیقی میں واضح طور پر شہادت دیتی ہے کہ اس دور کے تمام دینی و انتظامی مسائل بالکل درست تھے اور حضرت علیؓ کا ان کے ساتھ کاملاً اتفاق تھا اور ابوبکر صدیقؓ کی خلافت ان کے نزدیک باطل نہیں تھی، برحق تھی۔ جو حضرات حضرت علیؓ کے ان اقوال و افعال کو''تقیہ'' پر محمول کرتے ہیں اور مجبوری و مصلحت بینی کی زندگی قرار دیتے ہیں، انہوں نے حضرت علیؓ کے ارفع مقام کو اور ان کے اعلیٰ اخلاق و کردار کو گوناگوں اعتراضات کے ساتھ داغدار کر دیا ہے۔ ﴿از سیرۃ علی المرتضیٰ ،ص ۱۶۳﴾

حضرت علیؓ امیر معاویہؓ کی نظر میں

حضرت امیر معاویہؓ، حضرت علیؓ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ:

قاتلین حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی فوج میں گھسے بیٹھے ہیں۔ حضرت علیؓ اگر ان سے قصاص لیں تو اہل شام میں سے سب سے پہلے میں علی المرتضیٰؓ کی بیعت کروں گا۔

حضرت معاویہؓ کی سیاسی بصیرت اور نظر و فکر سے کون انکار کرسکتا ہے۔ جب ان کے ذہن میں تھا کہ حضرت علیؓ میں تمام شرائط خلافت موجود ہیں، صرف ایک مطالبہ ان کی بیعت میں حائل ہے تو اب کسے حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے بارے میں کہے کہ آپ سیاسی حیثیت سے کمزور تھے اور آپ کا سیاسی وزن نسبتاً کم تھا۔ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوامامہؓ جب فریقین میں رفع نزاع کی کوشش کررہے تھے تو آپؓ نے انہیں کہا کہ حضرت علیؓ کو میری طرف سے جا کر بتلا دو:

فقولا لاله فلیقد من قتله عثمان ثم انا اول من بایعه من الشام

''آپ کہیں کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دیں، پھر پہلا میں ہوں جو اہل شام میں سے ان کی بیعت کرے گا۔ آپ (حضرت معاویہؓ) جب کبھی حضرت علیؓ کا ذکر کرتے تو انہیں ان عمی (میرے چچازاد بھائی) کہہ کر ذکر کرتے۔''

جو لوگ اصطلاحات عرب سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کس پیار کے انداز میں کہے جاتے ہیں اور یہ کس نظر و فکر کا پتہ دیتے ہیں۔

جب حضرت معاویہؓ اور سیدنا حضرت علیؓ میں اختلافات چل رہے تھے تو شاہ روم نے سلطنت اسلامی پر حملے کی ٹھانی اور سمجھا کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ میرا ساتھ دیں گے۔ حضرت معاویہؓ نے اسے وہ مشہور پیغام لکھا جس کا آغاز''اور رومی کتے'' سے ہوتا ہے۔

واللہ لمن لم تنتعه وتجع الی بلارک بالعین لاصطلحن انا وابن عمی

''بخدا اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اپنے علاقے کو واپس نہ لوٹا تو اے لعین میں اور میرا امیرا چچازاد بھائی (علیؓ) مل جائیں گے اور میں تجھے تیرے ملک سے نکال کردم لوں گا اور زمین جو وسیع پھیلی ہے تجھ پر تنگ کردوں گا۔''

حضرت علیؓ کے علم وفضل کا اقرار

حضرت معاویہؓ کو جب حضرت علیؓ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو بے اختیار رو پڑے۔ آپؓ کی اہلیہ نے کہا کہ آپ تو ان سے لڑتے رہے ہیں، ان پر رونا کیسا؟ آپؓ نے فرمایا: تجھے کیا پتہ آج دنیا کس قدر علم وفضل اور ذخیرہ فقہ سے محروم ہوگئی ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

لما جاء خبر قتل علی الی معاویة جمل یبکی فقالت له امرائته تبکمیه و قد قاتلته؟ فقال ویحک انک لا تلدین ما فقد الناس من الفضل والفقه والعلم

''جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کے قتل کی خبر پہنچی تو رونے لگے۔ آپؓ کو آپؓ کی بیوی نے کہا آپؓ ان پر رو رہے ہیں، آپ تو ان سے لڑتے رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا تیرا برا ہو تو نہیں جانتی آج لوگوں نے کس قدر علم وفضل اور فقہ کو کھو دیا ہے۔''

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت علیؓ فقہاء صحابہ میں سے تھے اور فقہ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ جو خود بڑے فقیہ تھے جب آپؓ حضرت علیؓ کی فقاہت کے قائل اور اس درجہ معترف ہیں تو اندازہ کریں اہل فن کی شہادت مشہود لہ کی فنی شان کو کس قدر دوبالا کرتی ہے۔

حضرت علیؓ کے شاگردوں میں ضرار اسدی سے کون واقف نہیں۔ ضرار حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے کہا: کچھ حضرت علیؓ کے بارے میں کہیں۔ اس نے کہا مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہوگا۔ حضرت معاویہؓ نے پھر اصرار کیا کہ: تجھے کچھ نہ کچھ بتلانا ہی ہوگا پھر اس نے آپ کے کچھ اوصاف بیان کئے اور حضرت معاویہؓ رو پڑے یہاں تک کہ آپؓ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی، تقریباً سبھی شارحین نہج البلاغہ نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

وکان ضرار من اصحابه علیه السلام قدخل علی معاویه بعد موة فقال صفلی عبا فقال اورتعافینی عن ذلک فقال والله لتفعلن فتکلم بهذاالفضل قبلی معاویه حتی خصلت لحیة

''ضرار حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپؓ کی وفات کے بعد وہ معاویہؓ کے پاس آئے۔ امیر معاویہؓ نے اسے کہا حضرت علیؓ کی کوئی صفت بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپؓ مجھے اس سے معاف رکھیں۔ آپؓ نے کہا تجھے ایسا کرنا ہوگا۔ اس پر اس نے (ضرار نے) آپؓ کے علم وفضل کو بیان کیا یہاں تک کہ معاویہؓ رو پڑے اور آپؓ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔''

نہایت افسوس ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے ''تقیہ'' کا مسئلہ ایجاد کر کے علم کے اس بیش بہا ذخیرہ کو یونہی ضائع کر دیا۔ ہر باب میں ان سے دو دو روایتیں چلنے لگیں۔ خود حضرت علیؓ کے شاگردوں کو بھی احساس ہوگیا تھا کہ کس قدر علم صحیح مشتبہ کر دیا گیا۔ امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

عن الاعمش عزابی اسحق قال لما احدثواتلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلهم الله اتعلم افسدوا

''حضرت علیؓ کے بعد جب لوگوں نے ان کے نام ایسی باتیں گھڑیں تو حضرت علیؓ کے ایک شاگرد نے کہا خدا ان لوگوں کو غارت کرے کتنا علم ان لوگوں نے فاسد کر دیا ہے۔''

ان لوگوں نے آپؓ کے علم کو اس درجہ مشتبہ کر دیا کہ اب ان کی وہی روایات لائق اعتبار سمجھی جاتی ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد حضرت علیؓ سے روایت کریں۔ کوفہ میں محفوظ علمی مسند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، کہ ہی رہ گئی تھی۔

حضرت علیؓ کا دار الحکومت یہی کوفہ تھا۔ آپؓ جن لوگوں میں گھرے تھے انہوں نے آپؓ کی طرف وہ کچھ منسوب کر ڈالا کہ حضرت ابن

عباسؓ ان مسائل کو دیکھتے تو صاف کہہ دیتے کہ حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ ہرگز نہ کیا ہوگا یہ تو غلط ہے۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں:

لم یکن یصلق علی فی الحلدیث الا من اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ

''حضرت علیؓ کی وہی حدیث صحیح سمجھی جاتی ہے جو آپؓ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد سے روایت ہے۔''

اس وقت اس سازش پر بحث نہیں کہ آل یہود نے کس بے دردی سے اس ذخیرہ علم و فضل کا صریح لفظوں میں اقرار کیا ہے اور یہ بات حضرت علیؓ کا ایسا جلی وصف ہے جو ہر موافق و مخالف سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپؓ واقعی باب علم (علم کا دروازہ) تھے۔

حضورﷺ سے روایت: **انا مدینۃ العلم وعلی بابھا یا انا دار الحکمتہ علی بابھا** ثابت ہو یا نہ ہو لیکن اس حقیقت کے اعتراف سے چارہ نہیں کہ آپ واقعی علم کا دروازہ تھے۔

یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ صرف یکطرفہ ٹریفک تھی، نہیں! حضرت امیر معاویہؓ بھی بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے اور حضرت علیؓ بھی کھلے طور پر کہتے تھے کہ ہم ایمان میں ان سے بڑھ کر نہیں اور وہ ایمان میں ہم سے زیادہ نہیں معاملہ برابر کا سا ہے۔ ہمارا اختلاف صرف خون عثمانؓ کے بارے میں ہوا اور خدا جانتا ہے کہ ہم اس سے بری ہیں۔ اس میں یعنی انؓ کے قاتلوں کو پناہ دینے میں ہمارا کوئی دخل نہیں ہے۔

شریف رضی (۴۰۴ھ) لکھتا ہے کہ آپؓ نے فرمایا:

ان ربنا واحد ونبیا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ لانستزید ھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ ولا یستزیمونا الامر واحد

''ہم دونوں ایک رب اور ایک نبی کے ماننے والے ہیں۔ اسلام میں ہم دونوں فریق کی دعوت ایک ہے۔ ہم ان سے ایمان باللہ اور تصدیق رسالت محمدیہ میں کسی اور چیز کے طالب نہیں اور نہ وہ ہم سے (ایمانیات میں) کسی اور چیز کا اضافہ چاہتے ہیں۔ ہمارا اور ان کا (امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا) معاملہ ایک ہے۔''

دیکھئے حضرت علی المرتضیٰؓ نے کس دل سے اپنے آپؓ کو اور حضرت معاویہؓ کو ایک مقام پر لا کھڑا کیا ہے اور کس صفائی سے اپنے ایمان کو اور اہل شام کے ایمان کو یکساں بتلایا ہے۔ آپؓ فرما رہے ہیں کہ رسالت محمدیہ کا پروانہ ہونے میں ہم دونوں ایک ہیں اور ہمارا امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے کوئی دینی اختلاف نہیں۔ امور سلطنت میں جو اختلاف ہے وہ اور نوع کا ہے۔

حضرت علیؓ کا یہ مؤقف ہم نے سرسری طور پر ذکر کیا ہے، اصل موضوع یہ تھا کہ حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ کی نظر میں کیسے تھے۔ سو الحمدللہ اس پر ہم پہلے شہادت پیش کر چکے ہیں۔

حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب

حضرت علی المرتضیٰؓ جب آنحضرتﷺ کے گھر تربیت کے لئے تشریف لائے اس وقت آپؓ کی عمر مبارک دو سال تھی۔ وفات رسولﷺ کے وقت آپ ۲۹ سال کے تھے۔ اس طرح ۲۷ سال تک آپ آنحضرتﷺ کی صحبت فیض سے اعلیٰ کمالات اور عمدہ صفات کا حظ وافر پایا۔ بچوں میں سب سے پہلے آپؓ مسلمان ہوئے، آپؓ اسلام کے اولین مسلمانوں میں تیسرے نمبر پر تھے۔

تمام قرآنی آیات جن میں صحابہ کرامؓ کے سابقین اور اولین گروہ کے فضائل ہیں، ان تمام سے آپؓ کی فضیلت آشکار ہو رہی ہے۔

جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جنت، رضا مندی اور اعلیٰ نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے اس میں آپؓ براہ راست شامل ہیں:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله ورضو انه ...الخ

''جو لوگ اول قبول اسلام کرنے والے ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں سب سے پہلے مدد کرنے والے ہیں اور جوان کے پیروکار ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے، ان کے واسطے اللہ نے باغات اور بہتی نہریں تیار کر رکھی ہیں...''

اسی طرح جس آیت کریمہ میں خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے اس میں بھی آپؓ براہ راست شامل ہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ کے بارے میں کامیابی کامرانی اور رشد و ہدایت کا کھلا اعلان ہے جس کے باعث یہ تمام احکامات اور اعلانات آپؓ کی عظمت پر شاہد ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی احادیث

☆ **اما ترنى يا على ان تكون منى بمنزله هارون من موسى الا انر لانبى بعدى (بخارى شريف، ج ا، ص ٥٢٦)**

☆ **من كنت مولاه فهذا على مولاه**

☆ اے علی! میری امت میں تیری مثال عیسیٰ بن مریمؑ کی ہے جس کے ساتھ یہودیوں نے دشمنی میں غلو کیا اور عیسائیوں نے محبت میں غلو کیا لیکن صرف مسلمانوں نے ان سے خدا کی طرف سے بیان کردہ فضیلت کے مطابق پہچانا۔ تیری وجہ سے دو گروہ گمراہ ہوں گے لیکن جو میرے طریقے پر ہوگا وہی حق پر ہوگا۔

قول حضرت عمرؓ

☆ **عن عمرؓ قال ما احد احق بهذا الامر من هئو لا البقر الذين توفى رسول الله ﷺ وهو راضى قسمى علياً وعثمانؓ ولذبيرؓ وطلحةؓ وسعدؓ وعبدالرحمنؓ**

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ، عبدالرحمٰنؓ سے بہتر کوئی شخص نہیں کیونکہ یہ وہ افراد ہیں جن سے نبی ﷺ راضی ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔''

فضائل علیؓ کا مختصر خاکہ

☆ حضرت علیؓ ماں اور باپ دونوں طرف سے حضور ﷺ کے رشتہ دار ہیں۔

☆ حضرت علیؓ، آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ آنحضرت ﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ، آپؓ کی زوجہ تھیں۔

☆ ہجرت کی شب آپؓ آنحضرت ﷺ کے بستر مبارک پر آرام فرما ہوئے۔

☆ آپؓ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

☆ آپؓ کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''علی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔''

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ نے آنحضرت ﷺ کے آخری وقت میں تیمارداری کے فرائض انجام دیئے۔

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

☆ آنحضرت ﷺ کی خلافت راشدہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

☆ دیگر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ آپؓ غسل نبوی کی سعادت میں شریک ہوئے۔

علیؓ کا دور خلافت

حضرت علی المرتضیٰؓ کا دور حکومت ساڑھے پانچ سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل کے وسیع وعریض خطے تک محیط رہا۔

آپؓ کے دور میں مسلمانوں کے مابین حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے جنگ جمل اور جنگ صفین کے روح فرسا واقعات پیش آئے۔ تاہم حکومت وخلافت مصطفوی کی اصلی روح، عدل، اجتماعی مساوات حقیقی خلیفہ چہارم کے دور حکومت میں مصطفوی شریعت اور خلفاء ثلاثہؓ کے منہاج پر قائم رہی۔ آپؓ نے خلافت اسلامیہ کے باب میں جس درخشندہ عہد کو فروغ دیا وہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے مشابہت اور مطابقت رکھتا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور قاتلان عثمانؓ کی چیرہ دستیوں نے خود حضرت علیؓ کو اپنے گرد گھومنے والے ایک طبقے سے بیزار کر دیا تھا۔ حضرت اسد اللہ الغالبؓ کے دور حکومت کے اصول وضوابط کو سمجھنے کے لئے گورنر مصر کے نام لکھے جانے والے ایک خط پر غور کرنا ضروری ہے۔

حضرت علیؓ کی طرف سے ارسال کیا جانے والا یہ خط ایک طرف حکومتی اصولوں کا شاہکار ہے دوسری طرف خلافت راشدہ کے زریں عہد کا آئینہ دار ہے۔ یہ خط حضرت علیؓ کے نظام سلطنت کا روشن آئینہ ہے۔

''یہ ہے وہ وصیت جس کو اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے مالک اشتر کو جب اسے مصر کا گورنر بنایا روانہ کیا تاکہ ملک کا خراج جمع کرے۔ اس کے دشمنوں سے لڑے، اس کے باشندوں کے فلاح و بہبود کا خیال رکھے۔ مالک کے تقویٰ اور اطاعت خداوندی کو مقدم رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ آدمی کی سعادت خدا اور رسول کے فرائض وسنن کی بجاآوری میں ہے۔ اس سے انکار بدبختی ہے۔

رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے۔ تمہارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمہارے جیسے آدمی۔ لوگوں سے غلطیاں ہوتی ہی ہیں۔ جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں۔ تم اپنے عفو کا دامن خطا کاروں کے لئے اسی طرح پھیلا دینا جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کے لئے اپنا دامن عفو وکرم پھیلا دے۔ کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو، خلفیہ تمہارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔ خلیفہ نے تمہیں گورنر بنایا ہے اور مصر کی ترقی واصلاح کی ذمہ داری تمہیں سونپ دی ہے۔ خدا سے لڑائی نہ مول لینا کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں۔ خدا کے عفو ورحمت سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔ سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا۔ غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا بلکہ جہاں تک ممکن ہو غصے سے بچنا اور غصے کو پی جانا۔

خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں اور اب میں ہی سب کچھ ہوں۔ سب کو میری تابعداری کرنی چاہیے۔ اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے''۔

وزراء اور مشیروں کے بارے میں فرمایا

''بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہوں میں ان کا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا کیونکہ اس قسم کے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے آدمی مدد دیں گے جو عقل و تدبیر میں ان کے برابر ہوں گے مگر گناہوں سے ان کی طرح برے نہ ہوں گے، نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے۔ تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور گناہ سے اپنے سب رشتے کاٹ دیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو تم صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمہاری نگاہوں میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں جو خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے۔ اہل تقویٰ و صدق کو اپنا مصاحب بنانا۔ انہیں ایسی تربیت دینا کہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے اور تمہارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے۔ ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے اور تمہیں جاننا چاہیے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے۔ اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمہارے لئے کافی ہیں اس سے رعایا کا حسن ظن تمہیں بہت سی مشکلوں سے نجات دے گا۔

خود تمہارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمہارے امتحان میں سب سے اچھے اتریں۔ اسی طرح تمہارے سوءظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے بڑے نکلیں''۔

فوج کے بارے میں ہدایات

''اپنی فوج کے معاملے میں ہوشیاری سے کام لینا۔ انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے خیال میں اللہ اور رسول ﷺ کے اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیرخواہ ہوں، صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں۔ عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں، زبردستوں پر سخت ہوں نہ سختی انہیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو''۔

عدالت کے معاملات میں فرمایا

''مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت و علم کام نہ دے تو انہیں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانا کیونکہ خدا مسلمانوں کی ہدایت کے لئے فرماتا ہے:

یا ایها الذین امنو اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم... الخ

''اللہ کی طرف معاملے کو لوٹانا یہ ہے کہ کتاب محکم اور نص صریح کی طرف لوٹا جائے اور رسول کی طرف لوٹانا یہ ہے کہ جامع سنت نبوی کو لیا جائے نہ کہ اسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے۔''

پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں۔ ہجوم معاملات سے تنگ دل نہ

ہوتے ہوں۔اپنی غلطی پر اڑے رہنا ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے پر باطل ہی سے چمٹے نہ رہتے ہوں۔طماع نہ ہو،اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی ہوں۔فیصلے کے وقت شکوک وشبہات پر رکنے والے ہوں۔صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں۔مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں۔واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے پر اپنے فیصلے میں بے باک اور بے لاگ ہوں۔یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں نہ تعریف بے خود کر دیتی ہو نہ چاپلوسی مائل کر سکتی ہو۔مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

تمہارا فرض ہے کہ قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو۔اپنے دربار میں انہیں ایسا درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ ڈالنے یا انہیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے۔قاضیوں کو ہر قسم کے خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہیے''۔

گورنروں کے نام خط میں مزید فرمایا

''عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمہیں نظر رکھنا ہوگی۔اخراجات کی جانچ پڑتال کرنا ہوگی۔رورعایت سے یا صلاح ومشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم وخیانت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اچھے گھرانوں اور سابقین اسلام کے خدمت گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں۔طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔عہدے داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا۔اس سے یہ لوگ اپنی حالت درست کر سکیں گے اور حکومت کے اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا۔اس پر بھی حکم عدولی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے پاس ان پر حجت ہوگی مگر ضروری ہے کہ ان کاموں کی جانچ پڑتال کرتے رہنا۔نیک لوگوں کو مخبر بنا کر ان پر چھوڑ دینا۔یہ اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہو رہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی میں اور زیادہ چست ہو جائیں گے پھر اگر ان میں سے کوئی شخص خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی ہے۔تم بھی سزا کا ہاتھ بڑھانا جسمانی اذیت کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوالینا۔خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور پوری طرح اسے رسوا کر ڈالنا''﴿از کتاب علی ابن ابی طالب،ص ۱۷۳﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا یہ تاریخ ساز خط بلاشبہ حکومت وامارت اور خلافت وسلطنت کے باب میں عظیم الشان شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔عہد حاضر کے حکمران اگر حضرت علی ؓ کی ان ہدایات کی پاسداری کر لیں تو ان کی حکومتیں صحیح معنی میں اسلامی فلاحی اور عوامی حکومتیں بن سکتی ہیں۔

حضرت علی ؓ کی شہادت

خوارج نے حضرت معاویہؓ،حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اور حضرت علی ؓ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ایک ہی دن ایک ہی وقت مقرر کیا۔

منصوبہ سازوں نے حضرت علی ؓ کے قتل کا ذمہ عبدالرحمٰن ابن ملجم پر ڈالا۔اس بدبخت نے رمضان کے مبارک مہینے میں ۲۱ رمضان المبارک صبح فجر کے وقت امیر المومنین اسداللہ،حیدر کرار،سلسلہ تصوف کے امام،داماد نبی ﷺ،حضرت علی ؓ کو کوفہ کی مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہوئے شہید کر ڈالا اور اپنے دو پیش رووں حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ کی طرح اسلام کے یہ خلیفہ چہارم بھی جام شہادت نوش کر کے سرفرازی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور فرمان ربانی کے مطابق حیات جاودانی کے حق دار ٹھہرے۔

حضرت علیؓ کا طرز خلافت و زندگی ہر مسلمان کے لئے نمونہ ہے خاص طور پر ان (شیعہ) کے لئے جو محبِّ علیؓ و اہل بیتؓ ہونے کے دعویدار ہیں۔ اگر آج بھی وہ لوگ خلیفہ چہارم کی تعلیمات اور زندگی کے مطابق عمل کرتے ہوئے مخالفت ثلاثہؓ و اصحاب رسول ﷺ کی بجائے اطاعت ثلاثہؓ و محبت اصحاب رسول ﷺ کا اصول اپنا لیں اور جس طرح حضرت علیؓ ان کی عزت و احترام کے قائل تھے اور ان کی اتباع کرتے تھے اور انہیں نبی آخر الزماں ﷺ کے حقیقی اور سچے جانشین خیال کرتے تھے، یہ طبقہ بھی اسی طرح ان کو اپنی عقیدت کا مرکز و محور بنا لے تو امت مسلمہ میں شامل ہو کر اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار سکتا ہے۔

خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کے دلنشین اقوال مبارک

☆ خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔
☆ عقیدہ میں شک رکھنا شرک کے برابر ہے۔
☆ ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات سے ہے۔
☆ موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔
☆ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔
☆ دوستی ایک خود پیدا کردہ رشتہ ہے۔
☆ گناہوں پر نادم ہونا اُن کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا برباد کر دیتا ہے۔
☆ فاسق کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔
☆ آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔
☆ معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔
☆ سچائی میں اگرچہ خوف ہے مگر باعث نجات ہے اور جھوٹ میں گو اطمینان ہے مگر موجب ہلاکت ہے۔
☆ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔
☆ تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے اور عقلمند وہ ہے جو ان میں ترقی کرتا رہے۔
☆ جلدی معاف کرنا انتہائی شرافت اور انتقام میں جلدی کرنا انتہائی رذالت ہے۔
☆ علماء اس لئے غریب و بیکس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں سمجھتے۔
☆ شریف کی پہچان یہ ہے کہ جب کوئی سختی کرے تو سختی سے پیش آتا اور جب اس سے کوئی نرمی کرے تو نرم ہو جاتا ہے اور کمینے سے جب کوئی نرمی کرے تو سختی سے پیش آتا ہے اور جب کوئی سختی کرے تو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔
☆ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی۔
☆ آدمی اگر عاجز ہو اور نیک کام کرتا ہے تو اس سے اچھا ہے کہ قوت رکھے اور برے کام نہ چھوڑے۔
☆ حرام کاموں سے نفس کو روکنا بھی صبر کی دوسری قسم ہے۔
☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی اپنی جان بھی بھلا دیتا ہے۔

☆ بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرے گا اور عاقبت میں امیروں کا سا حساب بھگتے گا۔

☆ ہمسایہ کہ بدخواہی اور اقارب کے ساتھ برائی انتہائے شقاوت ہے۔

☆ تیرے مال میں سے تیرا حصہ تو صرف اتنا ہے جسے تو نے آخرت کے لئے پہلے بھیج دیا اور جسے تو نے دنیا میں چھوڑ دیا وہ تیرے وارثوں کا ہے۔

☆ اگر تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کو مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔

☆ غیبت سننے والا غیبت کرنے والوں میں داخل اور برے کام پر راضی ہونے والا گویا اس کا فاعل ہے۔

☆ جب تک کسی شخص کا پوری طرح حال معلوم نہ ہو اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھ۔

☆ جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھ۔

☆ تھوڑا علم فساد عمل کا موجب ہے اور صحت عمل صحت علم پر منحصر ہے۔

☆ اپنا واجبی حق لینے میں کوتاہی نہ کرو، البتہ دوسرے کے غصب حقوق سے بچو۔

☆ امن کی طرف راستہ مل جانے کی صورت میں خوف کی حالت میں مقیم رہنا نادانی ہے۔

☆ فسق و فجور کے مقامات سے دور رہ کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اس کے عذاب کے محل ہیں۔

☆ ایک دفعہ کسی نے حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ ہم دس آدمی ہیں اور سوال ایک ہی ہے مگر جواب جداگانہ چاہتے ہیں۔آپ نے فرمایا ہاں کہو۔اس نے یہ سوال پیش کیا کہ ''علم بہتر ہے یا مال؟''۔آپؓ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا۔

☆ علم اس لئے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

☆ علم اس لئے کہ مال فرعون و ہامان کی ترکہ ہے اور علم انبیاء کی میراث ہے۔

☆ علم اس لئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم ترقی کرتا ہے۔

☆ علم اس لئے کہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

☆ علم اس لئے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے علم کو نہیں۔

☆ علم اس لئے کہ صاحب مال کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے مگر صاحب علم کریم کہلاتا ہے۔

☆ علم اس لئے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے اور مال سے دل تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔

☆ علم اس لئے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے دعویٰ خدائی کیا مگر کثرت علم سے رسول پاک ﷺ نے ''ما عبدناک حق عبادک'' تک کہا۔

☆ علم اس لئے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہوتے ہیں مگر علم سے ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔

☆ علم اس لئے کہ یوم قیامت کو مال کا حساب ہوگا مگر علم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

++++ ختم شد ++++